ہو رہی ہے یا نہیں۔؟ لیکن تعدد ازدواج کو بالکل ممنوع قرار نہیں دیا جا سکتا ——— (برھان دھلی۔ فروری ۱۹۶۴ء)

مصطفیٰ کمال ہمارا آئیڈیل۔؟ ——— اس امر کا مزید افسوس ہے، کہ بعض ارباب قلم اور معاصرین حضرات موجودہ ملکی صورت حال کو ہوا دے کر مزید فساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔ اور حکومت کو اکسا رہے ہیں، کہ ان "مولویوں" کے ساتھ محض اس جرم میں کہ انہوں نے روزۂ رمضان کے بارے میں شریعت اسلام کے صاف اور واضح حکم کے پیش نظر احتیاط کا پہلو کیوں اختیار کیا، وہی طرز عمل اختیار کیا جائے جو کمال اتاترک نے ترکی میں اختیار کیا تھا۔ اور بعض مؤقر مجلات نے تو کافی عرصے سے ایک اہم مقصد کے طور پر علماء اور مدارس و مساجد کے خلاف یہ مہم چلا رکھی ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ یہ حضرات ہماری حکومت کے لئے اتاترک جیسے غلط اندیش، جابر حکمران کی مثال پیش نہ کرتے ———

کون نہیں جانتا کہ کمال اتاترک نے خلافت اسلامیہ کا الغاء کرایا، اور یورپ کو خوش کرنے کیلئے اس نے یہ غلط قدم اٹھایا۔؟ کون نہیں جانتا کہ کمال نے سلطنت عثمانیہ کو اسلامی حکومت کی بجائے سیکولر اسٹیٹ بنا کر چھوڑا؟ کون نہیں جانتا کہ اس نے اسلامی قوانین اور احکام شرعیہ کو معطل کرایا اور ان کی جگہ لادینی قانون نافذ کرایا؟ کون نہیں جانتا کہ کمال نے عربی زبان، قرآن کریم اور عربی کتابوں کی کتابت واشاعت کو قانوناً جرم قرار دیا؟ کون نہیں جانتا کہ کمال نے عربی رسم الخط کو ختم کرایا، اور ترکی زبان کو لاطینی حروف میں جاری کرا کر اسلامی، ملی اور قومی تہذیب وثقافت سے غداری کی۔؟ کون نہیں جانتا کہ کمال نے اسلامی ناموں تک کو جبراً تبدیل کرایا۔؟ کون نہیں جانتا کہ کمال کے سے عربی زبان میں اذان واقامت کے پاکیزہ الفاظ بھی ناقابل تحمل تھے، اس نے اذان واقامت کو بھی ترکی زبان میں کرایا۔؟ کون نہیں جانتا کہ کمال کی غلط بین نظر اسلام کے پردۂ عصمت کو بھی برداشت نہ کر سکی۔ اور اس نے عورتوں کے چہروں کو قانوناً بے نقاب کرایا۔ اور لباس مغرب کی پابندی کا قانون بنایا۔؟ کون نہیں جانتا کہ کمال نے نکاح اور طلاق اور میراث وغیرہ کے اسلامی احکام کو معطل کرایا۔؟ وغیرہ وغیرہ ———

اندکے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم　　کہ آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

کمال اتاترک کا نام بار بار مثال میں پیش کرنے والے بتلائیں کہ یہ تمام قوانین اللہ و رسول کے تھے یا مولویوں کے گھر کے تھے۔؟ اگر قصور علماء کا تھا، وہ ناکردہ گناہ کے مجرم، قتل و اعدام کے لائق اور جلاوطنی کے مستحق تھے تو خدا و رسول نے کیا جرم کیا تھا، قانون الٰہی کو کیوں جلاوطن کیا گیا؟ قرآن وسنت کو کیوں تہ تیغ کیا گیا؟ احکام الٰہیہ کو کیوں پامال کیا گیا۔؟ سنت خیر البشر کو کیوں ذلیل کیا گیا؟ علماء بے چارے تو دین الٰہی کے پاسبان اور سنت نبوی کے خادم تھے۔؟ اگر انہوں نے دین الٰہی کی پاسبانی کے جرم میں جام شہادت

نوش کیا تو رہے سعادت ! ان کی شہادت پر "اقتدار پرستوں" کی ہزاروں زندگیاں قربان !

ع خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

کیا افسوس اور تعجب کا مقام نہیں کہ جو کارنامے علمار کے مفاخر میں شمار ہوں ان ہی کو قابلِ نفرت قرار دیا جائے۔؟ کیا یہی عقل و دین کا تقاضا ہے۔؟ کیا یہی عدل و انصاف ہے۔؟ مظلوم علمار اور ظالم حکمرانوں کی داستان کو بار بار دہرانے کا کہیں یہ مطلب تو نہیں کہ درپردہ اربابِ اقتدار کو یہ شہ دی جارہی ہے کہ اس بدترین سیاہ تاریخ کو پھر سے دہرایا جائے اور ہماری حکومت بھی علمار کے ساتھ وہی "حسنِ سلوک" کرے جو کمال اتاترک جیسے نادان حکمران کے دورِ اقتدار میں ترکی میں ہوا تھا۔؟ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ کیا کسی دانشمند کے نزدیک کمال جیسے کج فہم انتہا پسند کا کوئی کارنامہ کسی اسلامی یا غیر اسلامی حکومت کے لئے قابلِ تقلید ہو سکتا ہے۔؟

——بہرحال حق حق ہے اور باطل باطل، ظلم و عدوان اور جور و ستم سے حق باطل نہیں بن جاتا، اور نہ باطل کو حقانیت کی سند مل جاتی ہے۔ بالآخر اتاترک کا عبرت ناک حشر بھی اسی دنیا کے رہنے والوں نے دیکھا۔ عصمت انونو پاشا ، عدنان مندریس ، اور جلال بایار نے تدریجاً وہی قوانین دوبارہ رائج کئے گئے——ع

حذر! اے چیرہ دستاں سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

مگر "فکر و نظر" یہ نظرِ رحمت فرمائے تو "الرحیم" کی نگاہِ رحمت سے تو نہایت بعید ہے۔ آخر سارا قصور علمار ہی کا ہے۔؟ اربابِ اقتدار کے غلط رویہ پر یا سوئے تدبیر پہ کبھی حرفِ شکایت زبان پہ نہ لانا، یہ تو انصاف نہیں۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ اہلِ حق کو قرآنِ حکیم کے حکیمانہ اصول کے تحت دعوتِ حق دینا چاہئے۔ نیز جس حقیقت کا اظہار ہو وہ خلوص، نیک نیتی، اور اصلاح کی غرض سے ہو، پھر اگر دنیا میں اس دعوت کو شرفِ قبول حاصل نہ بھی ہو تو آخرت کا سامان تو ہو ہی جائے گا۔ اور اگر دنیا میں اس پر صلہ ملنے کی بجائے الٹی سزا ملے تو اجرِ عظیم کا باعث ہوگا۔ لیکن اگر شرطِ اخلاص معدوم ہو تو خسر الدنیا والآخرۃ ذالک ھو الخسران المبین کا مصداق ہے، معاذ اللہ——

بہرحال علمائے حق کا منصب ابلاغِ حق ہے، اثر ہو یا نہ ہو——

حافظ ! وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس

در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

(بینات ذی الحجہ ۱۳۸۶ھ)